علامہ کوثریؒ کی حیاتِ طیبہ کے درخشاں پہلو!

جناب مسعود فرحان صاحب، لندن

حضرات اہلِ علم کے آپس میں لکھے گئے خطوط کافی اہمیت کے حامل ہوا کرتے ہیں، اس لئے کہ ان کے یہ خطوط علمی مباحث اور علمی مذاکروں پر مبنی ہونے کی وجہ سے بہت ہی زیادہ مفید ہوتے ہیں، اسی طرح یہ نجی خطوط ان حالات اور ظروف کی وضاحت میں بھی بہت کارآمد ثابت ہوتے ہیں جو حالات ان کی بعض تالیفات کا سبب ہوا کرتے ہیں، اسی طرح یہ حالات اس باعث کی وضاحت میں بھی مفید ثابت ہوتے ہیں، جس کی بنا پر انہوں نے کسی نظریے، کسی شخص یا کسی خاص طبقے اور گروہ کے بارے میں مثبت یا منفی رویہ اختیار کیا ہوتا ہے۔ ان نجی خطوط کی یہ امتیازی خصوصیت ہوتی ہے کہ ان کے ذریعے ان کے لکھنے والے اہل علم کی ذاتی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی واضح عکاسی ہوجاتی ہے، اس لئے کہ ان نجی خطوط کی صورت میں ان کی نجی زندگی جتنی زیادہ کھل کر سامنے آتی ہے، ان کی تحریر کردہ کتب کی صورت میں نہیں آسکتی ہے۔

نجی خطوط کی افادیت کے اسی پہلو کی بنا پر میری خوشی کی اس وقت انتہا نہ رہی جب میں نے شیخ محمد بن عبداللہ آل رشیدؒ کے بارونق کتب خانہ میں ان خطوط کا مجموعہ دیکھا جو علامہ محمد زاہد کوثریؒ نے علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کو لکھے تھے، میں نے محمد آل رشید سے درخواست کی کہ وہ مجھے ان رسائل کی تحقیق اور پھر ان کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمادیں تو انہوں نے بخوشی یہ کرم نوازی فرمادی، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔

میں ان خطوط کے حصول کے بعد مکمل طور پر ان کی تحقیق اور تعلیق میں مصروف ہوگیا، چنانچہ میرا طریقۂ کار یہ تھا کہ اول میں نے ان خطوط کو نقل کیا، ان میں مذکور شخصیات کا تعارف درج کیا، جن واقعات کا اجمالی تذکرہ نامکمل تھا، ان کو مکمل تحریر کیا اور جس قدر ممکن ہوسکا ان خطوط میں دیئے

جانے والے اشارات کو علامہ کوثریؒ کے تحریر کردہ دیگر آثارِ مبارکہ سے مربوط کرنے کی بھی کوشش کی اور ساتھ ساتھ کچھ خارجی فوائد اور مسائل بھی تعلیق کئے۔

ان رسائل کے مجموعے کے شروع میں ایک تمہید ذکر کی، جس کے ذریعے ان رسائل کا کچھ تعارف بھی ہوجائے اور ساتھ ساتھ علامہ بنوریؒ کا تذکرہ بھی کردیا جائے۔ علامہ کوثریؒ کی سوانح چونکہ اہل علم وتحقیق کے درمیان مشہور ومعروف ہے اور ان کی زندگی پر بہت سا مواد باآسانی دستیاب ہوسکتا ہے، اس لئے ان کی سوانح کا خاکہ پیش کرنے کی میں نے ضرورت محسوس نہیں کی۔ انہی خطوط کی روشنی میں میں نے امام کوثریؒ کی زندگی اور ان کے اخلاق کے بھی بہت سے پہلو اخذ کئے ہیں اور ان کو ذکر کیا ہے، تاکہ یہ تحقیقی رسالہ ''محمد زاہد الکوثریؒ'' کی شخصیت کے بارے میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں پیش کرسکوں۔

کچھ ان خطوط کے بارے میں

یہ ۴۵ خطوط کا مجموعہ ہے جو ۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ سے ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ تک لکھے گئے ہیں اور تمام خطوط علامہ کوثریؒ کے اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان تمام رسائل کا مجموعہ ہے جن کا ان دونوں شخصیات کے درمیان تبادلہ ہوا اور اس میں کوئی خط ضائع نہیں ہوا ہے، اس بات کی واضح دلیل یہ ہے کہ یہ خطوط سلیس تحریر کئے گئے ہیں اور ہر پچھلے خط میں اسی پہلے خط کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو موجود ہے، کسی خط میں کسی غیر موجود خط کی طرف اشارہ نہیں ملتا، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سب خط بغیر کسی کمی کے محفوظ ہیں۔

تقریباً ہر خط آدھے صفحے یا زیادہ سے زیادہ دو صفحے پر مشتمل ہے، اسی طرح یہ خطوط مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔ یہ خطوط علامہ بنوریؒ کے پاس ان کی وفات تک محفوظ رہے، ۱۴۰۶ھ میں ہمارے ہردلعزیز شیخ علامہ عبدالفتاح ابوغدہؒ جب شیخ محمد آل رشیدؒ کے ہمراہ پاکستان تشریف لے گئے تھے، تب انہوں نے ان رسائل کی ایک فوٹو کاپی علامہ بنوریؒ کے صاحبزادے سے حاصل کی تھی اور اسی فوٹو کاپی پر میں نے اپنی اس تحقیقی کاوش میں اعتماد کیا ہے۔

یہ خطوط علامہ کوثریؒ کی علمی اور شخصی زندگی کے بہت سے اہم پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں۔

یہ خطوط علامہ کوثریؒ کی ۱۳۵۸ھ سے ان کی وفات تک کی عملی زندگی کے دوسرے رخ کے ایک حصے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان خطوط کا علامہ کوثریؒ کی دیگر تالیفات، مقالات اور مختلف کتابوں پر لکھے گئے ان کے مقدمات کے ساتھ بھی خصوصی تعلق ہے اور یہ خطوط ان کے لئے تکملہ کی سی اہمیت رکھتے ہیں، یہ تعلق صرف اس قدر نہیں ہے کہ علامہ کوثریؒ اور علامہ بنوریؒ کے درمیان کسی کتاب کے عنوان رکھنے کے بارے میں یا علمی اور طباعتی غلطیوں کی تصحیح کے بارے میں تبادلۂ خیال ہو، بلکہ ان خطوط

میں ان اسباب کی بھی نشاندہی ہے، جن کی بنا پر علامہ کوثریؒ نے کوئی کتاب تالیف فرمائی یا کسی معاملے کے بارے میں بحث اور مناظرہ کیا۔

اسی طرح ہمیں ان خطوط میں علامہ کوثریؒ پر لکھی جانے والی تنقیدی اور تردیدی بحث کے بارے میں بھی اُن کا اپنا ٹھیٹھ موقف سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص علامہ کوثریؒ اور ان کی عملی وعلمی جدوجہد پر مشتمل زندگی کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہے، وہ ان خطوط سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ ان خطوط کے سیاق وسباق میں علامہ کوثریؒ کی نجی زندگی کے متعدد پہلوؤں، ان کے علمی واخلاقی رویے اور ان کے اپنے بھائی بند علماء کے ساتھ رابطے اور تعلق کی خوب وضاحت ہوتی ہے۔

علامہ کوثریؒ کی زندگی کے ان قیمتی گوشوں کے بارے میں، ان خطوط سے میں نے چند باتیں اقتباس کی ہیں، جن کو ذیل میں درج کرتا ہوں، جو علامہ کوثریؒ کی حیات کے بارے میں پڑھنے والوں کے لئے مفید ہوں گی، ان باتوں کو میں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: پہلا حصہ علامہ کوثریؒ کی عملی زندگی کے متعلق ہے اور دوسرا حصہ ان کی صفات اور اخلاق کے متعلق ہے۔

علامہ کوثریؒ کی زندگی کے کچھ نقوش

علامہ موصوفؒ کی قاہرہ میں جائے سکونت:

علامہ موصوفؒ محلہ عباسیہ کے مکان نمبر: ۶۳ میں رہائش پذیر تھے اور حضرت بنوریؒ کو خطوط لکھنے کی ابتدا بھی اسی مکان سے ہوئی ہے، یہاں تک کہ جمادی الاولی ۱۳۶۸ھ میں جب نئے مالک مکان نے علامہ کوثریؒ کو مکان خالی کرنے کا کہا، جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس مکان کو گرانا چاہتا تھا، تب انہیں اس مکان کو خیرباد کہنا پڑا۔ اسی مہینہ کی چودہ تاریخ کو لکھے گئے خط میں علامہ کوثریؒ ہم کو اپنے اس مکان سے منتقل ہونے کا سبب یوں بتلاتے ہیں کہ:

> ''ہمارے مالک مکان نے اپنا مکان ایک دوسرے شخص کو بیچ دیا ہے اور یہ نیا مالک مکان اس مکان کو گرا کر وسیع اور کشادہ طرز پر بنانے کا خواہشمند ہے، تاکہ اس کے بعد زیادہ نفع حاصل کرسکے، اس وجہ سے اس نے ہمیں مکان خالی کرنے کا کہہ دیا ہے، حالانکہ اس وقت ہم کو مناسب مکان کرایہ پر لینے کی وسعت نہیں اور اس مختصر دورانیے میں مناسب مکان کی تلاش بھی خود ایک بہت تھکا دینے والا کام ہے، اس لئے کہ رہائشی مکانات کا شدید بحران ہے، اللہ تعالیٰ ہمارا معاملہ آسان فرمائے''۔ (خط نمبر: ۲۶)

اس مکان کے بعد اسی سال ۲۰/۲۱ کو نیا مکان علامہ موصوفؒ کو محلہ عباسیہ میں مکان نمبر: ۱۰۴ مل گیا۔ (خط نمبر: ۲۹)

علامہ موصوفؒ اور امراض:

ان رسائل کی روشنی میں ان مختلف امراض کی نشاندہی کی جاسکتی ہے، جو علامہ موصوفؒ کو لاحق ہوئے تھے، باوجود یکہ علامہ موصوفؒ اپنا مرض بتلانے یا اپنی صحت کی ناسازی بتلانے میں کافی محتاط تھے۔ (یہ بات علامہ کوثریؒ کے علامہ بنوریؒ کے ساتھ تعلق کا پتہ دیتی ہے) اس بارے میں سب سے پہلی بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب علامہ بنوریؒ نے علامہ کوثریؒ سے شرح معانی الآثار پر تحقیق وتعلیق کی درخواست کی تو علامہ کوثریؒ نے جواب میں یوں کہا کہ: ان کی صحت ان کو اس بڑے کام سے نمٹنے کی اجازت نہیں دیتی ہے اور انہوں نے ''النکت الطریفة'' بھی اس وجہ سے جلد از جلد مکمل کی ہے کہ وقت پھر اس کی تکمیل میں ساتھ نہ دے، یہ بات ۵ شوال ۱۳۶۶ھ کی ہے۔ (خط نمبر: ۱۸)

یہ بات بھی ملتی ہے کہ علامہ موصوفؒ کا مرض بہت شدید ہوگیا تھا۔

۲۲/محرم ۱۳۶۷ھ کو لکھے گئے خط میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کو بہت سے امراض نے اس طرح گھیر لیا ہے کہ اب وہ مزید کوئی علمی خدمت انجام دینے سے قاصر ہو گئے ہیں۔ (خط نمبر: ۲۰)

اسی خط کے بعد جس میں انہوں نے اپنی گرتی ہوئی صحت کا تذکرہ کیا، ایک عرصہ تک ان کی خط وکتابت علامہ بنوریؒ سے منقطع رہی اور جب دوبارہ یہ سلسلہ شروع ہوا تو علامہ کوثریؒ نے اس تعطل پر اپنی صحت کی خرابی کا عذر کیا۔ (خط نمبر: ۲۲/۲۳)

۲۲/ربیع الاول ۱۳۶۸ھ کے خط میں علامہ کوثریؒ اپنی بینائی کی کمزوری کا ذکر کرتے ہیں، جس کی بنا پر انہیں اپنی مرضی کے مطالعہ میں کافی دقت کا سامنا تھا، اسی طرح ضعف کی وجہ سے وہ کتب کی طرف عمیق مراجعت اور تحقیق سے بھی عاجز ہو گئے تھے۔ (خط نمبر: ۲۴ اور خط نمبر: ۲۸)

۱۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ کو علامہ کوثریؒ علامہ بنوریؒ کی طرف ایک خط میں یہ عذر لکھتے ہیں کہ: خط کے جواب میں اس وجہ سے کوتاہی ہورہی ہے کہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور لکھتے وقت بھی انتہائی تکلیف کے ساتھ بینائی کام دیتی ہے۔ (خط نمبر: ۳۵) یہی عذر انہوں نے ۱۱/ذوالقعدہ ۱۳۷۰ھ میں لکھے ہوئے خط میں بھی فرمایا ہے۔ (خط نمبر: ۴۲)

۲۸/ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ کو لکھے گئے خط میں علامہ کوثریؒ یہ وضاحت کرتے ہیں کہ: ان کی بینائی کی کمزوری اور گرتی ہوئی صحت نے دوسال سے انہیں سوائے جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں جانے کے اور کہیں نکلنے سے بھی روک رکھا ہے۔ (خط نمبر: ۴۳) آخر کار بینائی کا مرض مزید بڑھا

اور آپریشن کی نوبت آ گئی۔

اپنی وفات سے تقریباً ایک مہینہ پہلے علامہ بنوریؒ کو لکھے گئے خط میں تحریر کرتے ہیں: امید کرتا ہوں کہ خط وکتابت کے سلسلے میں انقطاع پر آپ مجھے معذور سمجھیں گے۔ آپریشن کے بعد میری آنکھ میرا ساتھ نہیں دے رہی ہے کہ میں کچھ لکھ سکوں، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے وہ روشنی عطا فرمائی ہے جس کے ذریعے سے میں کم از کم راستہ چل سکتا ہوں، مجھے کچھ ایسے امراض بھی لاحق ہوئے ہیں جن کے بتانے کی میں ضرورت محسوس نہیں کرتا، البتہ چند احباب کی وجہ سے میں بتا دیا کرتا ہوں، اس لئے کہ اللہ رب العزت خوشی اور مصیبت دونوں حالت میں شکر وثنا کے لائق ہیں۔ میں آپ حضرات سے یہ امید رکھتا ہوں کہ میرے حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں گے۔ تفسیر قرطبی کے بقیہ اجزاء ساتھیوں نے کل ختم کر لئے ہیں اور اس کا نسخہ آپ کی طرف ہدیۃً روانہ کیا جا چکا ہے، امید ہے کہ بلا جھجک قبول فرمائیں گے، جیسا کہ ہمارے احباب کی نوازش ہے۔ میری گرتی ہوئی صحت مجھے مسلسل آپ اور مولانا ابوالوفاء کے خطوط کا جواب دینے سے مانع رہی ہے۔ بہرحال ہر ابتداء کی انتہاء ضرور ہوتی ہے۔ میری روح آپ کے ساتھ ہے اور آپ حضرات کے لئے ہر خیر کی دعا گو ہے۔ فقط والسلام (خط نمبر: ۴۵)

علامہ کوثریؒ کی اہلیہ کی ناسازیٔ طبیعت:

انہی خطوط کی روشنی میں ہمیں علامہ کوثریؒ کی اہلیہ کی طبیعت کی ناسازی کے بارے میں بھی پتہ چلتا ہے اور اس کے باعث علامہ کوثریؒ کی پریشانی بھی معلوم ہوتی ہے۔ ۵/شوال ۱۳۶۶ھ کو لکھے گئے خط میں علامہ کوثریؒ بعض علمی خدمات سرانجام نہ دینے کا عذر کرتے ہوئے اس کا سبب یہ بتلاتے ہیں کہ ان کی اہلیہ ۳/سال سے بیمار ہیں۔ (خط نمبر: ۱۸)

ایسا لگتا ہے کہ اسی سال کے آخر میں ان کی صحت اچھی ہونا شروع ہوگئی تھی۔ ۲۱/ذوالحجہ کو لکھے گئے خط میں علامہ کوثریؒ لکھتے ہیں کہ اب ان کی اہلیہ گھر میں چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی ہیں۔

علامہ کوثریؒ کے خصائص طیبہ:

انہی خطوط میں علامہؒ کی شخصی اور اخلاقی صفات بھی نمایاں ہوتی ہیں۔

خودداری اور عزت نفس:

علامہ کوثریؒ کی زندگی ایک اہلِ علم کے لئے مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ باوجود اس کے کہ مصر میں ان کی معاشی حالت پتلی تھی، لیکن وہ سفید پوشی اور عزت نفس کے ساتھ رہا کرتے تھے، ان خطوط میں اس کے بعض مظاہر ملتے ہیں۔ جب بعض صاحب ثروت علماء ہند نے علامہؒ کے لئے خرچے وغیرہ

کا بندوبست کر کے بھیجنا چاہا تو علامہؒ نے ان کی یہ پیشکش رد کردی اور اس طرح تحریر فرمایا کہ: خدا کا شکر ہے کہ معاش کے اعتبار سے آسانی ہی آسانی ہے اور اللہ کے فضل سے کسی اضافی خرچے کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے امید ہے کہ جو احباب اس سلسلے میں کچھ خرچہ بھیجنا چاہ رہے ہیں، وہ اپنے اس ارادے کو چھوڑ دیں گے، میں ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ وہ مجھ سے اس طرح محبت رکھتے ہیں۔ اس خط کے پہنچنے سے جو کچھ پیسے آپ حضرات کی طرف سے مجھے آئے ہیں، وہ میں نے اپنی ضروریات میں خرچ کر لئے ہیں اور آپ حضرات کے لئے اس پر کار خیر کی دعا کرتا ہوں۔

باوجود اس کے کہ علامہؒ اس قدر معاشی تنگی میں تھے کہ خرچے کے بندوبست کے لئے اپنی ذاتی کتب فروخت کیا کرتے تھے، لیکن عزتِ نفس کا یہ حال تھا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

علامہ موصوفؒ نے حاجی محمد موسیٰ میاںؒ سے ''نصب الرایہ'' کے چار نسخے اس عوض کے مقابلے میں منگوائے کہ ان کے بدلے علامہؒ انہیں اس کی قیمت کے بقدر اپنی کتب روانہ کریں گے، لیکن جب حاجی موسیٰ میاںؒ نے وہ کتب بطور ہدیہ ان کو روانہ کیں تو علامہ کوثریؒ نے ہندوستان کی مجلس علمی کے لئے جس کی سرپرستی میاں صاحبؒ کرتے تھے ''النکت الطریفة'' کے پچاس نسخے بطور ہدیہ ارسال فرمائے۔

اسی طرح جب حضرت بنوریؒ نے ان کو ''نصب الرایۃ'' کا ایک نسخہ بطور ہدیہ ارسال کیا تو اس کے بدلے علامہ کوثریؒ نے ان کو تفسیر قرطبی کا ایک نسخہ جس کی قیمت اس وقت ۱۵ اجنیہ تھی، روانہ کی جو اس زمانے کے اعتبار سے ایک بڑی رقم تھی۔

علامہ کوثریؒ نے علامہ بنوریؒ کے ساتھ یہ معاہدہ طے کیا تھا کہ وہ آپس میں کتب کا بطور عوض تبادلہ کیا کریں گے، جب حضرت علامہ کوثریؒ علامہ بنوریؒ سے کچھ کتب منگواتے تو اس کے عوض اسی کی قیمت کے بقدر اپنی طرف سے کتب روانہ کرتے تھے، اس لئے کہ اس زمانے میں پیسوں کی منتقلی اتنی آسان نہیں تھی۔

ایک مرتبہ علامہ کوثریؒ نے حضرت بنوریؒ سے کچھ کتابیں منگوائیں تو علامہ بنوریؒ نے اس کے عوض ان کی تالیفی یا تحقیقی کتب کا مطالبہ کیا۔ یہ علامہ کوثریؒ کے لئے نفع بخش اور آسان سودا تھا، کیونکہ اس صورت میں علامہ کوثریؒ کو کچھ مال حاصل ہوتا، اس لئے کہ ان کو اپنی تالیفات بغیر کسی عوض میں دستیاب تھیں، برخلاف دیگر کتب کے کہ وہ انہیں خریدنا پڑتیں (یعنی یہ بات نہ تھی کہ ان کو کوئی زیادہ نفع ہوتا، میرے خیال میں یہ بات علامہ کوثریؒ کی کرم نوازی کو زیادہ واضح کرتی ہے)۔ لیکن علامہ کوثریؒ نے حضرت بنوریؒ کے اس مطالبہ کو بھی رد کردیا اور ان سے فرمایا کہ ایسی کتب منگوائیں جو علامہ کوثریؒ کی تالیف وتحقیق میں سے نہ ہوں، اس لئے کہ اپنی تالیفات وہ ازخود بطور ہدیہ ارسال کردیں گے۔

علامہ کوثریؒ کا صبر واستقلال:

اس صفت کا بہترین اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے امراض کا اظہار ترک کر رکھا تھا، اس کے نمونے گذشتہ تحریر میں گذرے ہیں۔

تواضع اور عاجزی:

باوجودیکہ علامہ کوثریؒ کو پورے عالم اسلام میں ایک نمایاں عزت ومرتبت حاصل تھی اور طلباء وعوام سے بڑھ کر خود اہل علم کے لئے مرجع وماٴخذ تھے، لیکن آپ کی تواضع اور عاجزی بھی اس سے بڑھ کر تھی، چنانچہ حضرت بنوریؒ نے جب ان کے حق میں کچھ تعریفی کلمات کہے تو علامہ کوثریؒ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ: اس عاجز کے بارے میں آپ کے بلند وبالا تعریفی کلمات اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ عاجز کی جملہ تقصیرات سے چشم پوشی کرتے ہیں، جیسا کہ ایک رضامند شخص کی نظر ہوتی ہے، میرے اقدام سے آپ کی رضامندی کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں اور خداوند کریم سے دعا گو ہوں کہ ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکنے سے بچالے، ہمیشہ سیدھی راہ پر چلائے رکھے اور علوم دینیہ کے بارے میں ہمارے ذریعے امت مسلمہ کو متفق فرماکر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

علامہؒ اپنی مدح سرائی سے بہت شرمندہ ہوا کرتے تھے، خصوصاً حضرتؒ کا یوں فرمانا قابل توجہ ہے: ''آپ حضرات مجھے ایسی صفات سے متصف کرکے جن سے میں بہت دور ہوں، شرمندہ کرتے ہیں، میری خدمات تو بہت معمولی سی ہیں، اللہ تعالیٰ میری تقصیرات سے درگذر فرماکر ان کے ثواب کو دوگنا فرمادیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے''۔

اسی طرح حضرت بنوریؒ کو ہی ایک مرتبہ لکھتے ہیں:

''محترم استاذ! آنجناب جو مجھے مختلف القاب سے نوازتے ہیں، یہ آپ کی مجھ سے اس محبت کی بناپر ہے جس کی وجہ سے میرے عیوب آپ پر چھپے رہتے ہیں، میں آپ کی اس محبت پر آپ کا شکر گذار ہوں، لیکن یہ امید بھی کرتا ہوں کہ آئندہ آپ مجھے ان القاب کے ساتھ جن کا میں مستحق نہیں ہوں، ذکر نہ کریں گے''۔

بلکہ جب حضرت بنوریؒ نے علامہ کوثریؒ کو ''امام'' کے خطاب سے مخاطب کیا تو اس پر شدید غصہ ہوکر یوں تحریر کرتے ہیں: ''میرے قابل احترام اور عزیز بھائی! میں دوبارہ آپ سے امید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ مجھے امامت کے لقب سے یاد نہیں فرمائیں گے اور اسی طرح ان اوصاف اور القاب سے بھی میرا تذکرہ نہ کریں گے جن سے میں کوسوں دور ہوں، اس لئے کہ میں ان کی وجہ سے بہت سبکی اور شرمندگی محسوس کرتا ہوں''۔

اسی طرح انہوں نے اپنے ہاتھ چومنے کے مطالبے کو بھی شدت سے رد کردیا اور کہا کہ: مولانا! آپ میرے ہاتھ چوم کر مجھے شرمندہ کرنا چاہتے ہیں، یہ تو آپ کی انتہائی تواضع ہے، آپ تو ہمارے لئے دنیا وآخرت میں ذخیرہ اور ہمارے لئے قابل فخر ہیں، اللہ آپ کی قدر اور بھی بڑھائے اور ہروہ نیک کام جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں، آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح حضرت بنوریؒ نے جب خطیبؒ کے رد میں لکھی گئی کتاب کا نام رکھنے کی فرمائش کی تو علامہ کوثریؒ نے اس کی فرمائش ٹھکرادی، اس لئے کہ اس میں حضرت علامہ کوثریؒ کی کچھ مدح سرائی کا پہلو بھی نکلتا تھا، اسی طرح علامہ کوثریؒ نے بعض کتب کی تحقیق سے بھی اس وجہ سے معذرت کی کہ وہ ان کے مؤلفین پر اعتراض کرنے کو برا سمجھتے تھے۔

سخاوت:

علامہ کوثریؒ کی تنگدستی کے باوجود ان خطوط میں ہمیں ایک ذی شان عالم کی سخاوت کے پہلو معلوم ہوتے ہیں، ان کا ایک قصہ ابھی گذرا کہ انہوں نے ''نصب الرایۃ'' کے چار نسخوں کے بدلے اپنی کتاب ''**النکت الطریفۃ**'' کے ۵۰ نسخے ارسال فرمائے، اسی طرح آخری حیات میں جسمانی اور مالی دونوں حالات کی خرابی کے باوجود ۵ اجنیہ کا تفسیر قرطبی کا نسخہ ارسال فرمایا جو کہ ایک بھاری قیمت تھی اور جس کی قدرت علامہ کوثریؒ کو بڑی مشقت کے بعد ہوئی ہوگی۔

علم سے محبت اور شغف:

علامہ کوثریؒ نے اپنی زندگی علم کی خدمت، کتب کی تحقیق وتفتیش اور علمی مسائل کی تحریر کے لئے وقف کردی تھی، ان خطوط میں ان کے علمی شغف کے نمونے بھی ملتے ہیں، ملاحظہ کیجئے:

علمی خبروں کے جاننے کا اہتمام:

آپؒ کو علمی خبروں کی تفتیش کا خوب شغف تھا، جیسا کہ آپؒ کو علامہ بنوریؒ کی ''سنن ترمذی'' پر تحریر کردہ شرح وغیرہ کے متعلق جستجو رہا کرتی تھی، جیسا کہ لکھتے ہیں:

''میری بہت خواہش تھی کہ آپ اپنے آخری خط میں مجھے ''**العرف الشذی علی جامع الترمذی**'' پر جو آپ نظرثانی فرمارہے تھے، وہ سلسلہ کہاں تک پہنچا؟ اور سنن نسائی کی تدریس کہاں تک پہنچی؟ اس طرح کی علمی خبریں مجھے بتلایئے''۔

اسی طرح لکھتے ہیں:

''مجھے کتنی خواہش ہے کہ میں سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پر آپ کی لکھی گئی بیش قدر تحریرات دیکھ سکوں، میں بیان نہیں کرسکتا، تاکہ مجھے آپ کے بھرپور علم سے فائدہ ہو اور اس کے

ذریعے میں خوب علمی لذت حاصل کرسکوں''۔

اسی طرح لکھتے ہیں:

''مجھے آپ کے پُر لطف علمی چٹکلے بہت پسند ہیں اور ان کے سننے سے میرے علمی شوق کی آگ بھڑک اٹھتی ہے''۔

وفات سے کچھ عرصہ قبل جب علامہ کوثریؒ پر امراض کی کثرت تھی، علامہ بنوریؒ کو لکھتے ہیں:

''مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ آپ گاہے گاہے اپنی علمی خبروں کے بارے میں مجھ کو ضرور بتلائیں، تاکہ میں منشرح الصدر رہوں، ساتھ ساتھ اگر میں جواب نہ دے سکوں تو مجھے معذور سمجھ کر میرا مؤاخذہ نہ کیجئے گا''۔

اسی طرح ان کو اس بات سے بھی بہت خوشی ہوتی جب وہ کسی علمی کام کے بارے میں اطلاع پاتے، جیسا کہ سنن ترمذی کی شرح''**العرف الشذی**'' پر علامہ بنوریؒ کے کام کا سن کر خوش ہوتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مجھے آپ کے''**العرف الشذی**''پر کام کرنے کا سن کر بہت خوشی ہوئی''۔اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہؒ کی طباعت کا سن کر حضرت بنوریؒ کو لکھا:''مصنف ابن ابی شیبہؒ کا طباعت کے لئے تیار ہوجانا علم کے لئے ایک بڑی فتح ہے''۔

جیسا کہ''**مختصر الطحاوی**'' کی طباعت کے مراحل کے لئے تیار ہونے پر علامہ کوثریؒ نے اپنی خوشی کا تذکرہ کیا ہے۔

کتب پاکر خوشی:

علامہ کوثریؒ حضرت بنوریؒ کو لکھتے ہیں:''آپ کا قیمتی تحفہ مجھے ملا، جس پر میں آپ کا ہمہ تن خوب شکر گذار رہوں''۔ وہ ہدیہ جس کی بناء پر حضرت کوثریؒ علامہ بنوریؒ کے اس طرح شکر گذار ہورہے ہیں، وہ کوئی مال یا متاع نہیں، بلکہ امام بخاریؒ کی تحریر کردہ کتاب''**التاریخ الکبیر**'' کی دوسری جلد ہے۔

علاج کے خرچ کے باوجود علم کی نشر واشاعت کا شوق:

اس کی ایک مثال وہ خط ہے جو علامہ بنوریؒ کو انہوں نے خط کے جواب میں تاخیر کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنے چند علمی کاموں کو پورا کرنے میں مصروف تھے، جو یہ تھے:''**العالم والمتعلم،رسالة أبی حنیفة إلی البتی** ''اور'' **الفقه الابسط** '' کی طباعت کا کام اور''**الحاوی فی سیرة الإمام الطحاوی** '' کی طباعت کا کام بھی درپیش تھا، اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جس قدر ممکن

ہوسکا، میں ان سب کاموں سے فارغ ہوا ہوں، ساتھ ہی میں نے ''الحاوی'' اور ''مجموعة الرسائل لأبی حنیفةؒ'' کا ایک ایک نسخہ ہوائی ڈاک سے بھیج چکا ہوں، تاکہ جلد پہنچ جائے اور جواب میں تاخیر کا کچھ مداوا ہوجائے۔ یہ کام بھی کچھ جلدی ہی کیا ہے، تاکہ میری صحت یا بینائی کو کوئی ایسا حادثہ نہ پیش آجائے کہ پھر یہ کام نامکمل ہی رہ جائیں۔ اس توفیق پر میں اللہ تعالیٰ کا شکرگذار رہوں، یہ عاجز کی جدوجہد ہے، کوتاہی پر معافی کا خواستگار ہوں۔

اسی طرح یوں لکھتے ہیں:

''چند رسائل کا مسلسل نشر ہونا شاید آپ میری چستی اور قوتِ عمل کا نتیجہ سمجھیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں کچھ اس طرح جلدی کی گئی ہے، تاکہ یہ کام ناتمام نہ رہ جائیں''۔

علمی دقیقہ سنجی اور علمی تحقیق کی گہرائی:

یہ دونوں وہ صفتیں ہیں جن کے بارے میں علامہ کوثریؒ کی شخصیت کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں، اس بات کا واضح شاہد علامہ کوثریؒ کا وہ اہتمام تھا جو اپنی تالیفات وتحقیقات کی علمی یا طباعتی غلطیوں کی تنبیہ کے سلسلے میں وہ فرمایا کرتے تھے۔ (خط نمبر: ۸/۱۴/۱۶/۳۷/۳۸) جب علامہ کوثریؒ نے محمد اسماعیل دہلویؒ کی کتاب ''العقبات'' پر نقد فرمائی تو علامہ بنوریؒ کو یہ گمان ہوا کہ اس سلسلے میں شاید انہوں نے صاحب ''فتح الملهم'' کے پیش کردہ تبصرے پر اعتماد کیا ہے تو علامہ کوثریؒ نے جواب میں لکھا کہ ''العقبات'' تو میں زمانہ سے مطالعہ کررہا ہوں، اس لئے کہ وہ ''دار الکتب المصرية'' میں موجود ہے، مجھے ''فتح الملهم'' کے ذریعے اس کا پتہ تھوڑا ہی چلا ہے (بلکہ میں تو اس بات پر عمل پیرا ہوں جو) زمانہ قدیم سے علماء کہتے رہے ہیں کہ کسی فیصلے اور حدیث کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے تساہل سے کام لینا درست نہیں۔ (خط نمبر: ۲۶)

حصولِ کتب کا انتہائی شوق:

علامہ کوثریؒ نے علامہ بنوریؒ سے سوائے کتب کے اور کسی چیز کا مطالبہ کبھی نہیں کیا جو کتب حضرت بنوریؒ سے طلب کیں، وہ یہ ہیں:

۱...... رد ابن أبی شیبةؒ علی أبی حنیفةؒ۔
۲...... فتح المهلم (مؤلفہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)
۳...... التصريح بما تواتر فی نزول المسيح (مؤلفہ علامہ کشمیریؒ)
۴...... نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق علامہ کشمیریؒ کی دیگر کتب۔
۵...... العقبات (مؤلفہ محمد اسماعیل دہلویؒ)۔

۶......إعلاء السنن (مؤلفہ علامہ ظفر احمد تھانویؒ)۔
۷......تاریخ بخاری کی دوسری جلد۔

اسی طرح حضرت بنوریؒ سے حیدرآباد سے شائع شدہ مطبوعات کے بارے میں بتلانے کو بھی کہا تھا۔

علامہ کوثریؒ اور ہم عصر اہل علم:

انہی خطوط میں علامہ کوثریؒ کی اخلاقی کیفیت کا بھی کچھ حصہ سامنے آتا ہے کہ ان کے معاصرین علماء سے تعلقات کس نوعیت کے تھے: ملاحظہ کیجئے!

ان سے اظہار محبت اور ملاقات کا اشتیاق۔

دیکھئے حضرت بنوریؒ کو لکھتے ہیں:

''اللہ ہی جانتا ہے کہ مجھے آپ سے ملاقات کا کس قدر شوق ہے اور ترمذی پر آپ کی لکھی ہوئی شرح اور دیگر تالیفات اگر پڑھ سکوں تو کس قدر لذت حاصل کرسکوں گا''۔ مختلف خطوط اس مضمون سے پُر ہیں۔

اُن کے لئے دعا اور اُن سے دعا کی درخواست:

علامہ کوثریؒ کا کوئی خط ایسا نہیں جس میں انہوں نے حضرت بنوریؒ اور دیگر علماء کے لئے دعا نہ کی ہو اور ان سے دعا کی درخواست نہ کی ہو، ان دونوں باتوں کا خلاصہ اس جملے میں ملاحظہ کیجئے:

''مجھے امید ہے کہ آپ ہمارے حق میں درست راہ یابی اور توفیق کی دعا فرمائیں گے اور میں بھی آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے لئے دعا کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا، ان شاء اللہ!۔

ان کی صحت یابی کی فکر:

کئی خطوط میں علامہ کوثریؒ، حضرت بنوریؒ کو اپنی صحت کا خیال رکھنے کی نصیحت کرتے ہیں اور یہ نصیحت کرتے ہیں کہ ''علم'' کی خدمت میں ایسا ہی نہ کیجئے کہ جان سے ہاتھ دھونا پڑ جائیں''۔ ایک تحریر ملاحظہ کیجئے:

''مجھے آپ کی بیماری کا سن کر بہت تکلیف ہوئی، اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ کو ایسی شفا عطا فرمائیں جو بیماری کو بالکل ختم کر چھوڑے۔ ہمیں تو آپ سے دینی خدمت کی کئی امیدیں وابستہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ امیدیں برلائیں گے، مجھے آپ کی علمی خدمات کا سن کر خوشی ہوئی ہے، لیکن ساتھ اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ پر جو نفس کا حق ہے، اس

سے جان بوجھ کر غفلت برتتے ہیں اور آنجناب بیک وقت شرح ترمذی اور شرح سنن نسائی پر کام کر کے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں، جس کی بناء پر بعض اوقات آپ کی صحت گر جاتی ہے''۔

اسی طرح ایک بار لکھتے ہیں: ''میں دوبارہ آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف میں نہ ڈالیں، اس لئے کہ علم دین کو آپ کی مسلسل قیمتی محنت کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت اور مکمل عافیت مرحمت فرما کر علم اور دین کی خدمت کا موقع عطا فرمائے''۔

ایک اور جگہ یوں وصیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''میرے معزز ومکرم بھائی کو میری یہ وصیت ہے کہ علم کی خدمت میں اپنے آپ کو حد سے زیادہ مشقت میں مبتلا نہ کریں، بلا توقف مسلسل عمل کرتے رہنا ہی حکمت کے موافق ہے، جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہوگا، آپ کی قیمتی صحت کے بارے میں فکرمندی نے مجھے مجبور کیا کہ آپ کو ایسی نصیحت کروں جو پہلے سے آپ کو معلوم ہے''۔

ان کے ساتھ عجز وانکساری کا برتاؤ:

اہل علم کے ساتھ علامہ کوثریؒ کا رویہ بہت زیادہ متواضعانہ تھا، اس تواضع کے لئے میں ایک ہی مثال پر اکتفا کرتا ہوں، لکھتے ہیں:

''میں مولانا حکیم الامت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں اور ان کی مبارک دعاؤں اور مقدس توجہات کا منتظر ہوں اور ساتھ یہ امید رکھتا ہوں کہ ان کی اکسیر حیات نظر میں سے حصہ پاؤں''۔

ان کو علم کے ساتھ مشغولیت کی ترغیب دینا:

دیکھئے حضرت بنوریؒ کو لکھتے ہیں:

''امید کرتا ہوں کہ آپ تکلیف، پریشانی اور مرغوبات کے حصول میں تاخیر کے باوصف اپنے عزم وارادے کو بلند رکھیں گے، اس لئے کہ توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے''۔

ان کے حالات کے بارے میں معلومات کا اہتمام کرنا:

علامہ کوثریؒ کو دیگر اہل علم کی صحت اور ان کی علمی سرگرمیوں کی معلومات کا بڑا اہتمام تھا اور اس بارے میں خصوصی طور پر پوچھا کرتے تھے، شدید بیماری کی حالت میں بھی اپنے اہل علم بھائیوں کو نہیں بھولے اور وفات سے ایک مہینہ قبل لکھتے ہیں:

''مجھے محترم بھائی مولانا ابوالوفاء کی طرف سے بڑی پریشانی تھی، اس لئے کہ عرصہ ہوا ان کے خطوط نہیں پہنچ رہے ہیں، امید ہے کہ ان کے احوال سے مطلع فرمائیں گے، اسی طرح احمد رضا بجنوریؒ کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا، ان کی صحت اور عافیت کے بارے میں بھی امید ہے کہ آپ ضرور بتلائیں گے۔ امید ہے کہ میاں صاحب کے معزز اہل وعیال خیر وعافیت سے ہوں گے اور وہ اپنی

مسلسل علمی سرگرمیوں میں مصروف ہوں گے''۔

ان کی حاجت برآری کی کوشش:

اس کا ایک نمونہ علامہ کوثریؒ کا حضرت بنوریؒ کو اس بات کا بتلانا ہے کہ مصر میں جس وکیل کے ذریعے وہ معاملات سرانجام دیتے تھے، ان کے معاملات میں شک وشبہ ہونے کو بتلانا ہے۔

ان کو قیمتی نصائح کرنا:

جیسا کہ کئی خطوط میں علامہ کوثریؒ نے حضرت بنوریؒ کو تعلیم وتعلم اور تزکیہ وتصوف وغیرہ سے متعلقہ امور میں کئی قیمتی نصائح تحریر فرمائیں۔ ان میں سب سے بڑی نصیحت وہ تھی جو علامہ کوثریؒ نے حضرت بنوریؒ کو ان الفاظ کے ساتھ فرمائی:

''مجھے امید ہے کہ آپ اپنے نانا (یعنی رسول اللہ ﷺ) کے اس فرمان گرامی کی بھرپور رسایت کریں گے کہ: فتنہ کے زمانے میں ابن لبون اور ثنیٰ کے مانند ہو جاؤ، جو نہ دودھ دے سکتی ہے اور نہ سواری کے کام آسکتی ہے۔ اسی طرح اب حتی الامکان خطرناک اجتماعی مسائل کے سلسلے میں تیز وتند مناقشہ اور مباحثہ سے حتی الوسع دور رہیں گے، ساتھ ساتھ حکمت وبصیرت کے ساتھ امت مسلمہ کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں گے، چنانچہ کوڑے کے جواب کو کوڑے سے اور بات کے جواب کو بات کے ساتھ نرمی کے ساتھ ملا دیں گے، خاص طور پر آج کے زمانے میں یہی روش مناسب ہے۔ دوسرے اس بات کی بھی امید ہے کہ ہم ذوقی علوم تصوف کے بارے میں مناظرہ نہیں کریں گے، ایسا نہ ہو کہ حقیقی علوم کے ساتھ ٹکراؤ کی کوئی کیفیت پیدا ہو جائے۔ لا مذہبی طبقہ اپنی سعی بد میں مسلسل مصروف ہے، جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے، اگرچہ فروعی مسائل میں تو اس طرح کی کچھ نرمی مضر نہیں ہے، لیکن عقیدے کے مسائل میں اس طرح نرمی نہیں برتی جاسکتی ہے، یہ لوگ تو واضح تجسیم میں پڑے ہوئے ہیں، چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی واضح بات کے نتیجے کو ان کے سامنے رکھ کر ان کو جواب پر مجبور کریں، تاکہ ہم انہیں ہدایت اور درست راہ کی طرف کھینچ لائیں''۔ (خط نمبر: ۱۸)

بہرحال! یہ علامہ کوثریؒ کی حیات طیبہ کے چند وہ درخشاں پہلو تھے جو ان کے خطوط سے واضح ہوئے، جو علامہ کوثریؒ کی حیات کے متعلق جاننے والوں کے لئے بہت مفید ہوں گے۔ اس طرح اور کئی ایسے پہلو ہیں، جو آپ ان خطوط میں جابجا پائیں گے۔